حسان بن ثابتؓ

(۷)

جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب پرواز اصلاحی بمبئی

حسان اور واقعۂ افک مہاجرین کرام پر طنز ہو یا اور کوئی واقعہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اتنا باعثِ ملال نہ تھا۔ جتنا واقعۂ افک۔ اس موقع پر رسول اکرمؐ کو حسان کی ذات سے بجا طور پر رنج پہونچا۔ ہم اس کی تفصیلات میں جانا نہیں چاہتے۔ اس کے متعلق تفسیر و حدیث اور سیرت کی کتابوں میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ [۱] اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ غزوہ بنی المصطلق ۶ھ میں رسول اکرمؐ کے ہمراہ تھیں۔ لوگوں کا قافلہ کسی جگہ اترا۔ اسی اثناء میں حضرت عائشہؓ کا ہار کھو جاتا ہے۔ آپ اس کی تلاش میں لگ گئیں۔ اور بہت دور چلی گئیں۔ .... قافلے والوں کو اس کا پتہ نہ چلا۔ اور قافلہ وہاں سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ آپ سواری کے اوپر ہودج میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت عائشہؓ ہار کی تلاش سے لوٹتی ہیں تو اتنے میں قافلہ کو نہیں پاتیں۔ اور اسی جگہ ٹھہر جاتی ہیں۔ صفوان بن المعطل سلمی جو لشکر کی دیکھ بھال اور سامان کی نگہبانی پر مقرر تھے۔ اس جگہ پہونچتے ہیں۔ تاکہ گرے پڑے اسباب کو اکٹھا کر لیں۔ اور اسے قافلہ والوں کو پہونچا دیں۔ حضرت عائشہؓ کو اس عالم میں دیکھتے ہیں

---

[۱] تفصیل کے لئے دیکھئے سیرت ابن ہشام ۲/۲۹۶ و تاریخ طبری ۲/۶۱۰ اور صحیح بخاری ۵/۵۴ وغیرہ

تو آپ کو اپنی اونٹنی پر سوار کر لیتے ہیں۔ جس وقت وہ انھیں لیکر قافلہ کے پاس پہونچے ہیں تو منافقین کو موقع مل جاتا ہے۔ اور وہ چہ می گوئیاں شروع کر دیتے ہیں۔ یہ بڑا نازک موقع تھا۔ لوگوں میں حضرت عائشہؓ کی جانب سے شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں۔

رسول اکرمؐ کو یہ صورت حال دیکھکر سخت صدمہ پہونچتا ہے۔ عجیب حیص بیص میں پڑ جاتے ہیں۔ اور اس دوران کچھ دنوں کے لئے حضرت عائشہؓ سے قطع تعلق اختیار فرما لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت عائشہؓ کی برأت میں سورۂ نور کی آیتیں نازل ہوتی ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (سورۃ نور)	جو لوگ لائے ہیں یہ طوفان۔ تمہیں میں ایک جماعت ہیں۔ تم ان کو نہ سمجھو برا اپنے حق میں بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں ہر آدمی کے لئے ان میں سے وہ ہے جتنا اس نے گناہ کمایا اور جس نے اٹھایا ہے اس کا بڑا بوجھ اس کے واسطے بڑا عذاب ہے۔

افواہیں پھیلانے والوں میں عبداللہ بن ابیؔ اور زید بن رفاعہ (جو غالباً رفاعہ بن زید یہودی کا بیٹا تھا) پیش پیش تھے۔ اس میں جو لوگ غلط فہمی کا شکار ہو گئے ان میں مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش اور حسان بن ثابت بھی تھے۔ بعض روایات میں غلطی سے آیت "والذی تولیٰ کبرہٗ منہم لہٗ عذاب عظیم" کا مصداق حضرت حسانؓ کو بتایا گیا ہے۔ مگر یہ راویوں کی غلط فہمی ہے۔ دراصل اس الزام کا مصنف اور فتنہ کا اصل بانی عبداللہ بن ابیؔ تھا۔ حسان کی کمزوری اس سے زیادہ نہ تھی کہ وہ منافقوں کے پھیلائے ہوئے اس فتنے میں مبتلا ہو گئے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے

صحیح کہا ہے کہ اگر یہ روایت صحیح بخاری میں نہ ہوتی تو قابل فکر تک نہ تھی۔ [۱]

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ مسطح بن اثاثہ۔ حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش کو حد قذف لگانے کا حکم دیا گیا۔ کیونکہ یہی لوگ اس تہمت کی اشاعت کے سبب بنے۔ پس انہیں سے ہر ایک کو اسّی اسّی کوڑے لگائے گئے [۲]

لیکن ابن عبد البرؒ انھیں کوڑے کی سزا دیئے جانے سے انکار کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے انھیں اس زمرہ سے الگ کر دیا تھا۔ [۳] ان کے نزدیک ایسی ناگوار بات ایسے شخص سے منسوب کرنا جو شاعر رسول ہو کسی طرح زیب نہیں دیتا۔

حضرت عائشہؓ کو واقعۂ افک سے جو روحانی صدمہ پہونچا تھا اس کی بناء پر حسانؓ سے ان کی ناراضگی فطری امر تھی۔ وہ اس واقعہ کے بعد ان سے کبیدہ خاطر رہنے لگیں۔ حضرت حسانؓ کو اس کا پورا پورا احساس تھا۔ چنانچہ وہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں پہونچکر معذرت خواہ ہوتے ہیں اور ان کی شان میں نہایت شاندار الفاظ میں قصیدہ پیش کرتے ہیں جس سے تلافی مافات ہو جاتی ہے۔ کہتے ہیں:-

حصانٌ رزانٌ ما تزنّ بريبةٍ وتصبحُ غرثی من لحوم الغوافل

(وہ (حضرت عائشہؓ) عفیفہ ہیں۔ باوقار ہیں۔ انھیں کسی شبہہ کی بناء پر متہم نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی صبح اس طرح سے ہوتی ہے کہ بے خبر مومن عورتوں کی غیبت سے بالکل پاک ہوتی ہیں)

بے خبر اس لئے کہا کہ وہ دوسری عورتوں کے مجوزہ شر و فساد سے بالکل ناواقف ہوتی ہیں اور اپنی نیکی۔ صداقت اور پاکدامنی کی بناء پر فضول باتیں سننے کا خیال تک نہیں رکھتیں۔

---

[۱] تفسیر ابن کثیر سورۂ نور۔ [۲] سیرت ابن ہشام ۲/۲۶۲۔ [۳] الاستیعاب ۱/۳۴۶

عقیلۃُ حیٍّ من لوئِ بن غالب — کرام المساعی مجدهم غیر زائل

(وہ اس قبیلہ لوی بن غالب کی ایک عاقلہ خاتون ہیں جو حصول مجد و شرف کے لئے برابر کوشاں رہتے ہیں اور جن کا مجد و شرف زوال پذیر نہیں)

مُهذّبة قد طیّب اللہُ خیمَها — وطهّرها من کل سوء و باطل

(وہ ایک ایسی تہذیب یافتہ خاتون ہیں جن کی فطرت ہی اللہ تعالی نے پاکیزہ بنائی ہے اور ہر شر و باطل سے انھیں پاک رکھا ہے)

فإن کنتُ قد قلتُ الذی قد زعمتم — فلا رفعتْ سوطی الیّ اناملی

(پس اگر میرے منہ سے کچھ نکل گیا جس کا تم لوگ تذکرہ کرتے ہو تو خوب سمجھ لو اس سے میرا مطلب یہ نہ تھا کہ میں اپنا کوڑا اپنے ہاتھ سے اپنے پر مار لوں) یعنی اس سے میرا مطلب ہرگز یہ نہ تھا کہ۔ اُمّ المومنین پر کوئی حرف آئے۔

وکیف وودّی ما حییتُ ونصرتی — لآلِ رسول اللہ زین المحافل

(اور یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ جب میری محبت و مودت اور میری مدد و نصرت جب تک میں زندہ ہوں آل رسول ہی کے لئے وقف ہے)

لہ رتبٌ عالٍ علی الناس کلهم — تقاصر عنہ سورۃ المتطاول

(دنیا کے تمام انسانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اونچا ہے۔ بتکلف طویل بننے والے شخص کی اچھل کود آپ کے مقام بلند پر پہونچنے سے قاصر رہے گی)

فان الذی قد قیل لیس بلائطٍ — ولکنہ قول امرئٍ بی ماحلُ [1]

(جو بات الزام و تہمت کی کہی گئی ہے وہ رہنے والی چیز نہیں لیکن یہ اس شخص کا قول ہے جو میری چغلخوری کرتا ہے۔)

حسان رض کے یہ معذرت آمیز اشعار سن کر حضرت عائشہ رض کی ناراضگی یکدم

---

[1] آغانی ۴/۱۶۲

ختم ہو جاتی ہے۔ شاعر رسول کی حیثیت سے ان کی نگاہ میں حسان کا جو مرتبہ تھا۔ وہ بحال ہو جاتا ہے۔ انھوں نے رسول اکرمؐ کی شان میں جو مدحیہ اشعار کہے تھے۔ اور اسلام کی طرف سے جو مدافعانہ خدمات انجام دی تھیں اس کا وہ ہمیشہ لحاظ رکھتی تھیں اور دل سے قدر کرتی تھیں۔ جب کبھی ان کے نزدیک حسانؓ کو کوئی برا بھلا کہتا تو وہ منع کرتی تھیں: وہ رسول اکرمؐ کا اکثر یہ قول دہرایا کرتی تھیں۔ کہ

ذالک حاجز بیننا وبین المنافقین — وہ ہمارے اور منافقوں کے درمیان ایک آڑ
لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق[1] — ہیں ان سے سوائے مومن کے کوئی محبت نہیں کریگا اور منافق کے سوا ان سے کوئی دشمنی نہ کریگا۔

کہتے ہیں کہ جب حسانؓ کی وفات ہوئی تو ان کا جنازہ حضرت عائشہؓ کے قریب سے گذرا۔ پاس بیٹھنے والوں میں سے کچھ لوگ چہ می گوئیاں کرنے لگے۔ حضرت عائشہؓ نے انھیں منع کیا۔ اور فرمایا یہ ایسے شخص ہیں۔ جنھوں نے رسول اکرم کی شان میں ایسا شعر کہا ہے ؎

فان ابی ووالدہٗ وعرضی — لعرض محمدٍ منکم وقاءُ

(سن لو میرے باپ اور میری ساری عزت وآبرو عرض ہر چیز آبروئے محمدؐ بچانے کے لئے ذمہ دار ہے)

اس شعر پر تو رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تجھے اپنے روبرو کھڑے ہونے کے موقع پر ظہور میں آنے والے خوف سے محفوظ رکھے۔[2]

شخصیت کا نفسیاتی تجزیہ | ہر صاحب کمال کے لئے بعض نقائص کا ہونا قدرتی امر ہے۔ دنیا میں انبیاء علیہم السلام کے سوا کمزوریوں سے کوئی خالی نہیں ہے۔ حسانؓ کے متعلق مستند ذرائع سے جس قدر واقعات ملتے ہیں جہاں ان سے

[1] ابن عساکر ۴/۱۸۵ [2] آغانی ۴/۱۶۴ و بلوغ الارب جلد چہارم۔

ان کے گوناگوں کمالات پر روشنی پڑتی ہے وہاں ان کی بعض ایسی کمزوریوں کا بھی پتہ چلتا ہے جس نے ان کی شخصیت کو واقعہ نگاروں کے درمیان موضوع بحث بنا دیا ہے جب ان کی شخصیت پر بحث کی جاتی ہے تو جہاں ان کی سب سے بڑی خصوصیت برجستہ گوئی اور قادر الکلامی کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جسمانی لحاظ سے ان میں ایسے اوصاف تھے جو دوسروں میں نہ تھے کہتے ہیں کہ ان کی زبان اتنی لمبی اور دراز تھی کہ وہ اسے کھینچ کر ناک کی لو تک پہنچا دیتے تھے۔ اور خود لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ پورے عرب میں یہ خصوصیت کسی بڑے سے بڑے زبان آور کو حاصل نہیں خدا کی قسم اگر میں اسے بال پر رکھ دوں تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور اگر چٹان پر رکھ دوں تو اسے بھی چکنا چور کر دے۔

وہ ظاہری لحاظ سے بھی بڑی پرکشش شخصیت تھے۔ بناؤ سنگار کے ساتھ ہمیشہ اپنی شخصیت کو لوگوں کے سامنے نمایاں رکھنے کا اہتمام رکھتے تھے۔ لوگوں کو ہمیشہ یہ باور کرانے کی کوشش کرتے کہ لوگ ان کی رعب دار شخصیت کو تسلیم کریں۔ اس لئے جب وہ اپنے بالوں پر خضاب لگاتے تھے تو اپنی پوری داڑھی پر نہیں لگاتے تھے۔ بلکہ صرف اپنی مونچھوں، ٹھوڑی اور نیچے کے درمیانی بالوں ہی کو رنگتے تھے۔ ان کے صاحبزادے عبدالرحمٰنؓ نے ایک دن ان سے پوچھا کہ والد صاحب ایسا کیوں آپ کرتے ہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا۔ اس لئے تاکہ میں ایک خونخوار شیر کی طرح لوگوں کو نظر آؤں۔ [۱]

دوسری طرف ان کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ فطری طور پر دل کے نہایت کمزور واقع ہوئے تھے۔ انھوں نے میدان جنگ میں بنفس نفیس کبھی شرکت نہیں فرمائی [۲] ان کے جُبن اور بزدلی کے سلسلہ میں حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب نے بڑا دلچسپ واقعہ سنایا ہے۔ فرماتی ہیں غزوۂ خندق کے موقع پر حضرت حسانؓ پہلے

---

[۱] اغانی ۴/۱۳۶ و الشعر و الشعراء ۱/۲۶۴۔ [۲] استیعاب ۱/۳۴۸ و الشعر و الشعراء ۱/۲۶۴

ساتھ ایک قلعہ میں تھے۔ اس میں بہت سی عورتیں اور بچے بھی تھے۔ ایک یہودی ادھر سے گذرا اور قلعہ کے گرد گھومنے لگا۔ ان دنوں بنو قریظہ معاہدہ توڑ کر مسلمانوں سے برسرِ پیکار تھے اور ہمیں خطرہ تھا کہ ان کے حملے کی صورت میں ہمارے پاس مدافعت کا کوئی سامان نہیں۔ صحابہ دشمن کے مقابلہ پر گئے ہوئے تھے۔ اور کسی طرح ہماری مدد نہیں کر سکتے تھے۔ میں نے کہا حسان! یہ یہودی آپ کے سامنے قلعہ کا چکر لگا رہا ہے۔ اور کچھ بعید نہیں کہ یہ دوسرے یہودیوں کو ہمارے متعلق جا کر آگاہ کر دے نیچے اتر کر اسے قتل کر ڈالئے۔ حضرت حسان رضؓ نے شاعرانہ زبان میں کہا: "عبدالمطلب کی بیٹی۔ خدا تمہیں معاف فرمائے۔ تم جانتی ہو کہ میں اس مصرف کا نہیں"۔ حضرت صفیہ رضؓ فرماتی ہیں۔ میں نے یہ بات سنی تو ایک کھمبا لیکر نیچے اتری۔ اور یہودی کو جہنم رسید کر دیا۔ واپسی پر حضرت حسان سے کہا کہ اب تو جا کر مقتول کا اسلحہ اتار لیجئے۔ میرے لئے یہ امر مانع ہے کہ مقتول مرد ہے اور ایک عورت کے لئے زیبا نہیں کہ وہ مرد کا سامان اتارے۔ حسان نے برملا کہا۔ عبدالمطلب کی بیٹی۔ مجھے سامان سے کیا سروکار؟" [۱]

اس کے علاوہ ایک دوسرا واقعہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حسان نے ایک مرتبہ قلعہ کے سرے پر ایک گڑے ہوئے کھمبے پر اتنے زور سے وار کیا جیسے معلوم ہو کہ وہ کسی دشمن پر حملہ کر رہے ہوں۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جبکہ رسول اکرمؐ کے دوسرے اصحاب مشرکین کے ساتھ جنگ و جدال میں مصروف تھے۔ اور میدان جنگ میں بڑھ بڑھ کر دشمنوں پر حملہ کر رہے تھے۔ اس وقت جب مشرکین حسان کے دو بدو آتے ہیں تو وہ پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ [۲]

اسی طرح ایک مرتبہ رسول اکرمؐ نے حسان کو پڑھتے ہوئے ایسے اشعار سن لئے جس میں ادعائے جنگ و جدال تھا۔ تو آپ نے بے ساختہ تبسم فرمایا۔ حسان جیسے

---

[۱] آغانی ۴/۱۶۵ و ۱۶۶۔ تاریخ طبری ۲/۵۰۔ [۲] آغانی ۴/۱۶۵ و انساب الاشراف ۱/۲۲۴ و سیر اعلام النبلاء ۲/۳۶۳۔

دل گردے کے آدمی کا یہ فرمانا کہ ؎

لقد غدوت امام القوم منتطقاً   بصارم مثل لون الملح قطّاع

(میں قوم کے سامنے سفید شمشیر براں کمر میں باندھ کر نکلا)

تو بھلا کیسے موزوں ہو سکتا تھا۔ [1]

ارباب سیر میں سے بہت سے لوگوں نے جبن و بزدلی کے الزام سے انھیں بری قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ انھیں میں ابن الکلبی بھی ہیں وہ کہتے ہیں کہ حسان شجاع و بہادر ضرور تھے اور ان کی کم ہمتی فطری طور پر نہ تھی۔ بلکہ عارضی طور سے لاحق ہو گئی تھی۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان کے اندر ایک بیماری پیدا ہو گئی تھی۔ اور اپنی اسی بیماری کی بنا پر وہ جنگ میں شرکت سے معذور ہو گئے تھے۔ اور ان میں لڑنے کی جرأت نہیں رہ گئی تھی۔ [2]

وہ بیماری کیا تھی تو اس کی تصریح ابن الکلبی نے نہیں کی ہے۔ البتہ اس سلسلے میں ایک روایت واقدی سے بیان کی جاتی ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ ان کے ہاتھ میں چوٹ لگ گئی تھی۔ جس سے ان کے بازو کی ایک رگ کٹ گئی تھی۔ [3]

حسانؓ کی طرف سے دفاع کرنے والوں میں اسمعیؒ ابن عبدالبرؒ بھی ہیں۔ انھوں نے ان تمام الزامات سے انھیں بری قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ جو عام طور سے ان پر لگائے جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگوں کا یہ کہنا کہ وہ بزدل اور ڈرپوک تھے۔ تو بھلا یہ کیسے درست ہو سکتا ہے۔ کیونکہ انھوں نے بیشمار مشرکوں کی ہجو کی اپنے یہ اشعار جن میں ان پر طرح طرح کے عیوب لگائے اور ان پر طنز کیا۔ ان پر پھبتیاں کسیں اور فقرے چست کئے۔ اگر ان میں اس قسم کی کمزوری فطری طور پر ہوتی تو مخالفین انھیں کہاں بخشتے۔ وہ ان کے اس عیب کا ضرور تذکرہ کرتے۔ ان میں یہ کمزوری اس لئے آگئی تھی کہ صفوان بن المعطل نے

---

[1] آغانی ۴/۱۶۶۔ [2] سیر اعلام النبلاء ۲/۲۶۳۔ [3] آغانی ۴/۱۶۶۔

انھیں بری طرح زخمی کر دیا تھا۔ ؎۱

غزوات اور لڑائیوں میں شرکت کا مسئلہ ایسا نہ تھا کہ اس میں اختلاف ہو مگر سیرت نبوی پر لکھنے والے مورخین چونکہ اس بات کا بڑا اہتمام کرتے ہیں کہ اس کی تمام جزئیات بیان کریں اور ہر شخص کا ان میں ذکر کریں جو ان میں شریک ہوا ہو۔ جب وہ اس فہرست میں حسان کا نام نامی نہیں پاتے تو لامحالہ ان کی ذات معرض بحث میں آ گئی۔

ڈاکٹر احسان النص کہتے ہیں کہ حسان کو جہاد اسلامی میں شرکت سے اس لئے معذور نہیں خیال کیا جا سکتا کہ صفوان بن المعطل نے انھیں زخمی کر دیا تھا۔ کیونکہ یہ حادثہ چھٹی ہجری میں واقعہ افک کے بعد ہوا۔ اور حسان کی شرکت تو اس سے پہلے بھی نہ ہوئی تھی۔ ؎۲

لیکن ڈاکٹر سید حنفی حنین کہتے ہیں کہ وہ تمام معرکے جس میں ان کی عدم شرکت کا تذکرہ واقعہ نگاروں نے کیا ہے وہ سب کی سب اسلامی جنگیں ہیں۔ بہت زیادہ امکان اس بات کا ہے کہ ان کے بازو کی رگوں کے کٹنے کا واقعہ زمانہ جاہلیت میں پیش آیا ہو۔ یا اسلام میں داخل ہونے سے کچھ پہلے کا ہو۔ ابن الکلبی اور واقدی نے جن باتوں کی نشان دہی کی ہے۔ اس کی تائید حسان کے کلام سے بھی ہوتی ہے ؎

اضر بجسمی مر الدھور وخان قراع یدی الاکحل

وقد کنت اشھد وقع الحروب ویحمرنی کفی المنصل۔ ؎۳

اس کے علاوہ جتنی روایتیں عدم شرکت کے متعلق بیان کی جاتی ہیں وہ اس وقت سے تعلق رکھتی ہیں جبکہ ان کی عمر ساٹھ سے متجاوز ہو چکی تھی۔ اور ظاہر ہے ساٹھ سے اوپر کا بوڑھا آدمی میدان کارزار میں کیا داد شجاعت دے سکتا ہے۔

پھر بھی ابن عباسؓ سے ایک روایت اور بھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوات

؎۱ استیعاب ۳۴۴/۱ ؎۲ حسان بن ثابت وحیاتہ۔ ص ۲۳ ؎۳ اعلام العرب حسان بن ثابت۔

میں انھوں نے شرکت کی تھی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رح لکھتے ہیں۔

قیل لابن عباس قدم حسان اللعین فقال ابن عباس رض ماھو بلعین قد جاھد مع رسول اللہ بنفسہ ولسانہ[1]	ابن عباس رض سے کہا گیا کہ حسان ملعون آیا ہے

فرمایا۔ وہ ملعون کیونکر ہو سکتے ہیں۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر اپنے نفس اور زبان سے جہاد کیا ہے۔

بہرحال انھوں نے غزوات میں شرکت کی ہو یا نہ کی ہو۔ وہ جس میدان کے شہسوار اور مجاہد تھے وہ شعر و شاعری کا میدان تھا۔ اور اس میدان میں ان کی زبان وہی کام کرتی تھی جو میدان جنگ میں تلوار کیا کرتی تھی۔ وہ مشرکین و کفار کے بڑے بڑے زبان آوروں کے مقابل میں ڈٹ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور اپنی طلاقت لسانی کے وہ جوہر دکھلاتے تھے کہ بڑے بڑے مخالفین اسلام کو پناہ نہ ملتی تھی۔ ان کا سب سے بڑا کمال زبان آوری اور لسانی تھا۔ اور انھوں نے اپنی اسی قوتِ خداداد سے دینِ قیّم کی خدمت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ ان کی قسمت میں یہی تھا کہ میدان جنگ میں قوت بازو کے بجائے اپنی قوت گویائی کا مظاہرہ کریں اور بلاشبہ انھوں نے اپنے فرض کو بدرجۂ کمال انجام دیا۔ وہ اس میدان میں شیر ببری نظر آتے ہیں نہ کسی سے دبے اور نہ کسی سے مرعوب ہوئے اچھے اچھے شاعروں نے ان کا لوہا مانا۔ اور ان کے مقابلے میں اپنی شکست تسلیم کر لی۔ ابن عساکر سے ایک روایت بھی اسی مضمون کی منقول ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کے مقابلہ کے لئے انھیں مدعو فرماتے تو حسان رض یہی کہتے تھے کہ آپ اس شیر کے پاس دم جھاڑنے والے کو بھیج دیں۔[2]

---

[1] تہذیب التہذیب ۲/۲۴۸۔ [2] ابن عساکر ۴/۱۸۵۔

کوئی ضروری نہیں ہے کہ ایک شخص قادر الکلام شاعر بھی ہو اور جنگجو سپاہی بھی۔
شاعر جب تک شاعر ہے وہ سیف وسناں سے بے نیاز ہے۔ شاعر کی زبان سیف
آہنی کا کام دیتی ہے۔ جب تک اس کے پاس قوت بیانیہ موجود ہے دشمن کے
مقابلے میں وہ کم سے کچھ اہمیت نہیں رکھتی۔

اس کے علاوہ جب ہم ان کی شخصیت کا ذہنی تجزیہ کرتے ہیں تو ان میں چند نمایاں
اوصاف اور بھی دکھائی دیتے ہیں وہ نہایت حساس اور جلد متاثر ہو جانے والے
آدمی تھے۔ ان میں خودستائی اور خود نمائی کا مادہ بھی تھا۔ عام عربوں کی طرح صرف
قبیلہ کی حمایت وطرفداری ہی ان میں نہ تھی بلکہ خاندانی عصبیت میں بھی انھیں حد
درجہ غلو تھا۔ اپنے خلاف تنقید اور کوئی معمولی توہین بھی وہ برداشت نہ کر سکتے
تھے۔ وہ اپنے انھیں خصائص طبعی کی بنا پر دور جاہلیت میں اعشیٰ کے ان جملوں
پر چراغ پا ہو گئے جبکہ اس نے شراب خانے میں ان پر نجالت و کنجوسی کی پھبتی
کسی تھی۔ اور تاؤ میں آکر شراب فروش سے کل کی کل شراب لیکر انڈیل دی تھی۔

ان کے فخر وغرور اور خودستائی کی کیفیت دیکھنی ہو تو اس کا اندازہ اس
روایت سے کیا جا سکتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مشہور شاعر حطیئہ کے سامنے اپنا
کلام سنا رہے تھے۔ حسان نے لاعلمی میں اس سے کہا۔ اے بدو! یہ اشعار تمہیں کیسے
معلوم ہوتے ہیں۔ حطیئہ بولا۔ یہ اشعار کچھ برے نہیں ہیں۔ اس پر حسان کو غصہ آگیا
اور لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر بولے دیکھو یہ بدو کیا بکتا ہے۔ پھر اس سے نام اور
کنیت پوچھی تو اس نے کہا ابو ملیکہ۔ چنانچہ اسی کنیت کے ساتھ تمسخر کرتے ہوئے کہا کہ
میرے لئے یہی بہتر ہے کہ تمہیں ایک عورت ہی کی کنیت کے ساتھ پکارا کروں۔ [۱]

ان کی قومی عصبیت کا غلو دیکھنا ہو تو ان کی اس بات سے اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے

[۱] آغانی ۴/۱۶۷۔

جبکہ انھوں نے اپنی بیوی عمرہ کو محض اس بنار پر طلاق دیدی کہ اس نے ان کے ماموں پر طعنہ زنی کی تھی [1]۔

ان کی یہ قومی اور خاندانی عصبیت اسلام میں آنے کے بعد بھی باقی رہی۔ اور اسی بنا پر مال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر انھوں نے رسول اکرمؐ کے سامنے اس کا اظہار کیا۔ اور اسی کے اثرات تھے کہ وہ مہاجرین پر تعریض بھی کر بیٹھے۔ بہرحال ان کی یہ تمام ذہنی کیفیتیں ان کے دونوں دور کے کلام میں دیکھی جاسکتی ہیں اسی وجہ سے ان کی خوبیوں اور محاسن کے ساتھ ان کے ذہنی رجحانات بھی تنقید کا موضوع بن گئے۔

خاندانی حالات حسانؓ کے دو بھائی تھے ایک اوسؓ بن ثابت جن کی ماں سخطی بنت حارثہ ہیں یہ صرف باپ کی طرف سے بھائی تھے۔ وہ ان انصاریوں میں سے تھے جنھوں نے عقبہ اخیرہ میں شرکت کی۔ حضرت عثمانؓ بن عفان جب ہجرت کرکے مدینہ میں آئے تو انھیں سے ان کی مواخات کرائی گئی تھی۔ اس مواخات کا اثر ان کے بعد بھی دونوں خاندانوں میں باقی رہا۔ غزوہ احد میں شہادت پائی۔ [2]

حسانؓ کے دوسرے بھائی ابوشیخ ابیؓ بن ثابت ہیں۔ ان کی ماں بھی سخطی بنت حارثہ ہیں۔ بعض لوگوں کے نزدیک عمرہ بنت مسعود۔ اور وہ ان انصاریوں سے ہیں جنھوں نے غزوۂ بدر میں شرکت کی اور احد میں بھی لڑے۔ اور پھر بئر معونہ میں وہ ان لوگوں کے ساتھ شہید کر دیئے گئے جن کو بنوسلیم نے دھوکے سے قتل کر دیا تھا [3]

حسانؓ کی دو بہنیں بھی تھیں۔ کبشہ و لبنیٰ اور یہ دونوں بہنیں بھی باپ کی طرف سے بہنیں تھیں ان کی ماں بھی سخطی بنت حارثہ ہیں۔ دونوں نے اسلام

---

[1] آغانی ۳/۱۴۔ [2] طبقات ابن سعد ۳/۶۳ و سیرت ابن ہشام ۲/۱۲۴
[3] ابن سعد ۳/۶۳ و ۸/۳۳۰۔

کا زمانہ پایا اور مسلمان ہوئیں ؎۱
اس کے علاوہ ان کی دو اور بہنوں کا ذکر کتاب الاغانی میں ملتا ہے جس میں سے ایک کا نام خولہ اور دوسری کا نام فارعہ تھا ۔ ؎۲

حسانؓ نے جاہلیت کے زمانہ میں کن کن عورتوں سے شادیاں کیں ان کے متعلق کچھ قطعی طور سے نہیں کہا جا سکتا ہاں اتنا معلوم ہے کہ ان کی وہ بیوی جو قبیلہ اوس سے تعلق رکھتی تھیں ان کا نام عمرہ بنت صامت بن خالد ہے ۔ ان سے ان کی زمانہ جاہلیت میں شادی ہوئی تھی ۔ وہ گرچہ اپنے شوہر کی بڑی وفادار تھیں ۔ لیکن دونوں کے درمیان کسی بات پر رنجش ہوئی اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ انھوں نے حسان کے ماموں پر طعنہ زنی کی اور اپنی خاندانی برتری جتائی ۔ حسان چراغ پا ہوگئے اور انھیں طلاق دیدی ۔ پھر جب غصہ ٹھنڈا ہوا تو اپنی حرکت پر نادم ہوئے ۔ اس واقعہ کی مناسبت سے انھوں نے ایک قصیدہ بھی کہا جس کا پہلا شعر ہے

اجمعت عمرۃ صرماً فابتکر　　　　انما یدھن للقلب الحصر

کچھ دنوں کے بعد کسی دن حسان چند عورتوں کے پاس سے گذرے ان کے ساتھ عمرہ بھی موجود تھی ۔ اس نے ایک عورت سے اشارہ کیا کہ وہ ان سے چھیڑ چھاڑ کرے اور ان کو ماموں پر طنز کرے ۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا ۔ حسان سنتے ہی بھڑ گئے اور اپنے ماموں اور نسب کا اظہار نہایت فخریہ انداز میں کرنے لگے ۔ ؎۳

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ عمرہ ہی دراصل وہ عورت ہے جس سے مشہور شاعر قیس بن الحطیم نے تشبیب کی تھی قیس کی یہ تشبیب بربنائے مخاصمت تھی کیونکہ انھوں نے اس کی بہن لیلیٰ کے ساتھ تشبیب کی تھی ۔ لیکن بعض لوگ اس

؎۱ ابن سعد ۸/۳۲۹ ۔ ؎۲ آغانی ۳/۲۲ ۔ ؎۳ آغانی ۳/۱۶

کو صحیح نہیں مانتے۔ ان کا کہنا ہے کہ جس عمرہ سے قیس نے تشبیب کی وہ عمرہ بنت رواحہ ہے۔ جو عبداللہ بن رواحہ کی بہن اور نعمان بن بشیر کی ماں تھیں۔ [۱]

حسانؓ اپنے اشعار میں زیادہ تر جس عورت کا ذکر کرتے ہیں وہ "شعثا" ہے ان کے دیوان کی شرح میں بتایا گیا ہے کہ وہ بھی ان کی بیوی تھی۔ ان کی لڑکی امّ فراس اسی سے پیدا ہوئی تھی۔ بعض لوگوں کے خیال میں شعثا سلام بن مشکم یہودی کی لڑکی تھی اور وہ حسان کی معشوقہ تھی۔ لیکن کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ خزاعہ کی ایک عورت تھی۔[۲]

لیکن ہم ان کے دیوان میں کچھ ایسے اشعار بھی پاتے ہیں جس میں انھوں نے شعثا کے قبیلہ کی ہجو کی ہے۔ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ قبیلۂ اسلم سے تعلق رکھتی تھی اور قبیلۂ اسلم حسان کے ساتھ رشتۂ ازدواج پر خوش نہ تھا۔[۲]

ان کے دیوان کی شرح میں یہ بھی مذکور ہے کہ حسان نے قبیلۂ اسلم کی جس عورت سے شادی کی تھی اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس پر انھوں نے کہا ؎

غلامٌ اتاهُ اللوم من شطرِ خالہ لهُ جانب وافٍ وآخر اکشم

اس موقع پر وہ جواب میں ان سے کہتی ہے ؎

غلام اتاهُ اللوم من نحو عمّہٖ ومن خیر اعراق ابن حسان اسلم

بہر حال شعثا کی شخصیت ہمارے لئے عجیب وغریب معمہ بن گئی ہے اسلامی دور کی شاعری میں شعثا کے تعلق سے ان کی تشبیبیں بھی ملتی ہیں۔ حالانکہ عام طور سے ایک اسلامی شاعر کے منصب کے خلاف یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ خیال ہے کہ اس میں انھوں نے عام شاہراہ کی پیروی کی ہے۔ قرائن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں جس شعثا سے ان کا تعارف ہوا اس سے ان کا

---

[۱] آغانی ۱۱/۳۔ [۲] شرح دیوان حسان برقوقی۔ [۳] دیوان ص ۲۷۰

رشتہ زوجیت قائم نہ ہوسکا۔ اس لئے اس کی یاد انھیں ستاتی رہی اور کبھی کبھی بے اختیار ان کی زبان پر اس کا ذکر آجاتا تھا۔

زمانۂ اسلام میں حسان نے "سیرین" سے شادی کی۔ یہ حضرت ماریہ قبطیہؓ کی بہن تھیں۔ جن کے بطن سے رسول اکرمؐ کے صاحبزادے پیدا ہوئے سیرین کو رسول اکرمؐ نے صفوان المعطل کے مجروح کرنے پر ان کی دلجوئی کے لئے مرحمت فرمایا تھا۔ اور انھیں سے حسان کے صاحبزادے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔ [1]

حسان کی اولاد ذکور میں سے سوائے عبدالرحمٰن کے ہمیں کسی اور کے متعلق کوئی علم نہیں اور ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ انھوں نے ابوالولید اور ابوالحسام کنیت کیوں رکھی تھی۔ ممکن ہے پہلے اس نام کے ان کے لڑکے رہے ہوں۔ البتہ ہم ان کے دیوان میں ام الولید کے نام سے تشبیب بھی پاتے ہیں۔ اس لئے ممکن ہے کہ وہ ان کی بیویوں میں سے کوئی رہی ہوں۔

ان کی لڑکیوں میں سے ام فراس سے ہم ضرور واقف ہیں اور یہ ان کی بیوی شعثا سے پیدا ہوئیں۔ ان کی ایک اور صاحبزادی لیلیٰ نام کی بھی تھیں جن سے کبھی کبھی ان کی شاعرانہ چھیڑ چھاڑ رہا کرتی تھی۔ اس کے علاوہ ان کے دیوان میں ایک اور صاحبزادی کا مرثیہ بھی ملتا ہے۔ لیکن اس میں نام کی تصریح نہیں ہے۔

عبدالرحمٰن کے بہت سے لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ جن سے ولید۔ اسمٰعیل حسام۔ ام فراس۔ فُریعہ اور سعید تھے۔ سعید بھی شاعر تھے۔ ان کی ماں ام ولد تھیں [2] ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد پھر حسان کی نسل میں کوئی باقی نہیں رہا۔ [3]

شعر و شاعری کا گھرانہ مبرد نحوی کہتے ہیں کہ حسان کے خاندان میں کئی پشتوں تک شعر و شاعری کا پتہ چلتا ہے۔ اور اس امر میں وہ جاہلیت کے مشہور

---

[1] استیعاب ۱/۳۴۰ و الشعر والشعراء ۱/۲۶۶۔ [2] ابن سعد ۵/۱۹۶۔ [3] الشعر والشعراء ۱/۲۶۷

شاعر زہیر بن ابی سلمیٰ سے مشابہت رکھتے ہیں۔ ان کے خاندان میں علی الترتیب چھ شاعر پائے جاتے ہیں
"سعید بن عبدالرحمن بن حسان بن ثابت بن المنذر بن حرام"
یعنی ایک طرف اگر ان کا پردادا شاعر ہے تو دوسری جانب پوتا بھی شاعر کی حیثیت سے شہرت رکھتا ہے[1]
اس کا یہ مطلب نہیں کہ شاعری کوئی وراثہ کی چیز ہے۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ شاعری ان کے رگ رگ میں سمائی ہوئی تھی اسی بنا پر ابن رشیق حسان کے گھرانہ کو مشہور شاعرانہ گھرانہ قرار دیتے ہیں۔[2]
انکے والد ثابت کے چند شعر محفوظ رہ گئے ہیں جنھیں انھوں نے قبیلہ مزینہ کی ہجو میں کہے تھے[3]
حسان کو اپنے والد سے شاعری ہی ورثہ میں نہیں ملی تھی بلکہ ہجو گوئی کی پوری قدرت بھی۔ ان کے والد نے مزینہ کی ہجو میں یہ اشعار اس وقت کہے تھے جبکہ انھوں نے انکو قید کر لیا تھا۔ انکے والد کو چھڑانے کیلئے فدیہ کی پیشکش کی گئی تو انھوں نے تیس[30] بکروں کا مطالبہ کیا۔ انکی قوم نے انکے پاس بھیجدیئے اور فدیہ دیکر انکی رہائی عمل میں آئی شاعری کی روایت انھیں تک محدود نہ تھی۔ بلکہ انکی دو توں بہنیں خولہ اور رفاعہ بھی شاعرہ تھیں۔ خولہ بنت ثابت کے اشعار بھی کچھ محفوظ رہ گئے ہیں جنمیں سے مندرجہ ذیل اشعار بھی ہیں۔

یا خلیلیّ نابنی سُہدی　　　لم تنم عینی ولم تکد

(اے میرے دوست میری نیند ہرن ہوگئی ہے　　　اور آنکھ ہے کہ لگتی ہی نہیں۔)

کیف تلحونی علی رجل　　　آنسٍ تلتذہ کبدی

(تم ایسے یار آشنا کے بارے میں کیسے ملامت کر رہے ہو جس سے جگر کو لذت مل رہی ہے)

مثل ضوء البدر صورتہ　　　لیس بالزُّمیلۃ النکدِ

(اس کی صورت تو چاند کی روشنی کے مانند ہے۔ وہ ڈرپوک اور بدبخت نہیں ہے)

فارعہ بنت ثابت سے جو اشعار منسوب ہیں انکے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ وہ عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام المخزومی کے بارے میں کہے گئے ہیں۔ اور اس سے اس کا عاشقانہ تعلق تھا۔[4] لیکن کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ اشعار زبیر بن البکار کے ہیں جو اس نے ابن زبیر مخنث کے لئے کہے تھے ۔ (باقی)

---

[1] الکامل للمبرد۔ [2] العمدہ ۲/۲۸۹۔ [3] معجم ما استعجم البکری ۳/۹۶۷۔ [4] آغانی ۳/۳۴